ملک ومعاشرہ انتہائی خطرناک موڑ پر ہے

اور

اس کی جلد خبر لینے اور فکر کرنے کی ضرورت ہے

۵/اکتوبر ۱۹۸۶ء کو ناگپور میں دانشوروں اور صحافیوں کے ایک چیدہ مجمع میں
ایک اہم گفتگو اور تبادلۂ خیال Dialogue

حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ

دفتر کل ہند تحریک پیام انسانیت لکھنؤ
پوسٹ بکس نمبر 93 لکھنؤ-7

www.abulhasanalinadwi.org

ہم نے بہت انتظار کیا

افسوس ہے کہ

.....اس لمبے چوڑے ملک میں، جس میں

کروڑوں انسان بستے ہیں اور بڑے سے بڑے انسان ہیں

اخلاقی کمزوریوں کو دور کرنے

اور روحانی وانسانی زندگی کو رواج دینے کے لئے

کوئی تحریک اور جماعت نظر نہیں آتی۔

ہم نے بہت انتظار کیا

اور آخر یہ فیصلہ کیا کہ

جو بن پڑے اس کو شروع کر دیں

—حلقۂ پیام انسانیت

www.abulhasanalinadwi.org

فہرست عنوانات

مضامین	صفحہ نمبر
پیش لفظ	۴
ڈائیلاگ (Dialogue) کی ضرورت وافادیت	۷
اصل فکر و پریشانی کی بات اور خطرناک صورتحال	۸
انسانیت کے بقا کی حقیقی ضمانت	۱۰
سماج کے لئے سب سے بڑا خطرہ ظلم کا مزاج پیدا ہو جانا اور اس سے بڑھ کر اس کو ناپسند کرنے والوں اور اس کے روکنے کے لئے جان کی بازی لگا دینے والوں کا فقدان ہے	۱۰
مذاہب اور تاریخ عالم کا متفقہ فیصلہ	۱۲
جارحیت اور تشدد کا انجام خودسوزی اور خانہ برانداز ی	۱۳
تعمیری کاموں اور خدمتِ انسانیت کا سب سے بڑا محرک اور راز یہ ہے کہ انسان کبھی انسان سے مایوس نہیں ہوا	۱۴
ملک کی سب سے بڑی طاقت اور دولت حق گو اور بے لاگ اور جاں باز انسانوں کا وجود ہے	۱۶

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کا آخری سہارا دو طبقے (سچے مذہبی انسان اور اعلیٰ دانشور) ہیں جن میں سب سے آخر میں بگاڑ آتا ہے	۱۸
ہندوستان کی تاریخ میں سب سے خطرناک دور	۱۹
زندہ اور بیدار ضمیر کی کارفرمائی اور انقلاب آفرینی	۲۰
ملک کا اخلاقی زوال اپنی آخری حد پر	۲۲
ملک کے ایک عظیم دانشور کا انتباہ اور ایک دکھتے ہوئے دل کی کراہ	۲۳
اپنے فرقے اور اپنے ساتھیوں کا بے لاگ اخلاقی محاسبہ کرنے اور ان کی خبر لینے کے بجائے دوسرے فرقے کو وعظ و نصیحت	۲۶
قوم کی تعمیر اور شعور و ضمیر کی تربیت میں مجرمانہ کوتاہی	۲۸
اک جان کا زیاں ہے سوا ایسا زیاں نہیں	۲۹
چار نکاتی (ہمہ گیر اور طویل المیعاد) پروگرام کی ضرورت	۳۲
انوکھی معذرت	۳۶



www.abulhasanalinadwi.org

پیش لفظ

الحمد لله کفی ، وسلام علی عبادہ الذین اصطفی ، أما بعد :

برصغیر جو آزادی کے حصول کے وقت سے ہندوستان و پاکستان دوملکوں میں تقسیم ہے، تقریباً دوصدی انگریزوں کی عملداری میں رہنے کی وجہ سے اپنے کو سنوارنے اور اپنی اچھی قدروں کو قائم رکھنے سے ایک حد تک قاصر رہا تھا، آزادی ملنے کے بعد اس بات کی شدید ضرورت تھی کہ اس کو قومی اور اخلاقی لحاظ سے اس کی اچھی قدروں کے مطابق ڈھالا جائے اور ترقی دی جائے ، اور دوصدیوں کی غلامی نے قومی سطح پر جو نقصان پہونچایا اور پس ماندگی پیدا کی ، اس کو دور کیا جائے ، خاص طور پر اس لئے کہ انسان کے لئے اخلاقی قدروں کی اہمیت اس کی تمدنی ترقی سے زیادہ ہے، اور اولین حیثیت رکھتی ہے۔ اخلاق درست نہ ہوں تو انسان کا رخ انسانیت کی طرف ہونے کے بجائے خود غرضانہ اور اپنی خواہشات پورا کرنے کے لئے انسانی سطح سے بہت گر جاتا ہے ، اور پھر معاشرہ میں طرح طرح کی برائیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ ہمارے ملک کے دانشوروں اور سیاست دانوں نے ملک کی آزادی کے حصول کو ہی عموماً کافی سمجھا، اور ملک وقوم کی اخلاقی

www.abulhasanalinadwi.org

وانسانی قدروں کی طرف توجہ بہت کم کی۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ملک کے متعدد باشعور قائدین متفکر ہوئے، ان میں خاص طور پر حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی رحمۃ اللہ علیہ کو دینی احکام کی پوری پابندی کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ملک کی اخلاقی اور معاشرتی بہتری کی طرف بھی توجہ دلانے کا بہت احساس ہوا، اور انہوں نے اپنی حد تک اس کام کو شروع کر دیا، وہ کہتے تھے کہ اخلاقی اور معاشرتی لحاظ سے جو خرابیاں سامنے آرہی ہیں، ان سے اتنا افسوس نہیں، اس لئے کہ انسان سے غلطیاں ہوتی ہیں، لیکن افسوس زیادہ اس بات پر ہے کہ ہمارے ملک کے دانشوروں اور سیاست دانوں کو ان خرابیوں کی اصلاح کی فکر نہیں ہورہی ہے، وہ ہر طرح کی ترقی کی بات کرتے ہیں، لیکن اخلاق وکردار اور انسانی قدروں کے پاس ولحاظ کی طرف توجہ نہیں دلاتے، چنانچہ مولانا نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم جو کچھ کر سکتے ہیں وہ کریں۔

لہٰذا انہوں نے ''تحریک پیام انسانیت'' کی داغ بیل ڈالی، اور سماجی واخلاقی لحاظ سے ملک کے باشندوں کو صحیح راستہ اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا شروع کیا، اور اس سلسلہ میں مفید اجتماعات کئے، جن میں غیر مسلم دانشوروں کو بھی شریک کیا، اور اہم تقریریں کیں، انہی تقریروں میں ایک تقریر اس عنوان سے بھی کی کہ

www.abulhasanalinadwi.org

"ملک ومعاشرہ کی جلد خبر لینے اور فکر کرنے کی ضرورت ہے"

مولانا کی یہ تقریر رسالہ کی شکل میں چھپ چکی ہے، اس کا نیا اڈیشن شائع کرنے کی ضرورت محسوس کی گئی، اور مجھ سے چند تعارفی کلمات لکھنے کو کہا گیا جو میں نے تحریر کر دیئے ہیں۔ اصل بات تو اس رسالہ کو پڑھ کر ہی سامنے آئے گی۔

۱۴۲۹/۰۴/۲۸ھ
۲۰۰۸/۰۵/۰۵ء

محمد رابع حسنی ندوی
صدر آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ
وناظم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

www.abulhasanalinadwi.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈائلاگ (Dialogue) کی ضرورت وافادیت

دوستو! بھائیو اور بزرگو! میں آپ سب کی تشریف آوری اور تکلیف فرمائی کا اپنی طرف سے اور اپنے سب بلانے والے ساتھیوں کی طرف سے خلوص دل سے خیر مقدم کرتا ہوں، ہمارے دور اور ہمارے ملک میں سیاسی کانفرنسوں، پارٹیوں کے اجلاس، علمی سیمیناروں اور ادبی نشستوں کی کمی نہیں، شاید کوئی دن خالی جاتا ہو کہ کوئی ایسی نشست نہ ہوتی ہو، پریس کانفرنسوں کی بھی کمی نہیں، مگر وہ خاص اغراض کے ماتحت کی جاتی ہیں، اور ان میں بے تکلف تبادلۂ خیال کی نوبت کم آتی ہے، ضرورت ہے کہ رسوم وتکلفات سے آزاد ہو کر جس طرح ایک خاندان یا ایک محلہ کے لوگ کسی جگہ اکٹھے ہو کر بے تکلف بات چیت کرتے ہیں، دوستانہ وعزیزانہ گلہ شکایت ہوتی ہے، غلط فہمیاں رفع کی جاتی ہیں، اپنے خاندان یا محلہ کے فلاح وبہبود کے لئے مشورے ہوتے ہیں، بچھڑے ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں، اس طرح ہم کبھی کبھی کسی مرکزی مقام پر جمع ہو کر دوستانہ وبے تکلفانہ گفتگو وتبادلۂ خیال کریں، اسی خیال وتجربہ کے ماتحت Dialogue زیادہ مفید سمجھا گیا ہے، اور اس کے بہتر نتائج نکلے ہیں، اسی خیال کے ماتحت آپ حضرات کو آج تکلیف دی گئی ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اصل فکر و پریشانی کی بات اور خطرناک صورت حال

حضرات! انسان کے لئے بیماری کوئی غیر فطری چیز نہیں ہے، صحت کا اعتدال سے ہٹ جانا اور بیماری کا شکار ہو جانا انسانی فطرت کے خلاف نہیں ہے، بلکہ یہ ایک طرح سے زندگی کی علامت ہے، پتھر غلطی نہیں کر سکتا، درخت غلطی نہیں کر سکتا، انسان ہی غلطی کرتا ہے، اس لئے غلطی زیادہ پریشانی کی بات نہیں اور اس پر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں، انسانوں کی ایک بڑی جماعت کا کسی غلط راستہ پر پڑ جانا، اپنی سفلی خواہشات اور پست درجہ کے مقاصد کی تکمیل کے پیچھے دیوانہ ہو جانا، تاریخ انسانی کے لئے بھی اور تقدیر انسانی کے لئے بھی شدید تشویش کی بات نہیں ہے تشویش کی بات یہ ہے کہ بگڑے ہوئے حالات سے پنجہ آزمائی کرنے، فساد و انتشار پیدا کرنے والی طاقتوں سے آنکھیں ملانے والے اپنی سہولتوں، عزتوں (اور بعض اوقات حکومت و اقتدار) کو خطرہ میں ڈال کر میدان میں اترنے والے نایاب ہو جائیں، اصل تشویش کی بات یہ ہے، انسان بار ہا ایسی بدنیت، فساد انگیز اور انتشار پسند طاقتوں، قیادتوں یا سازشوں کے شکار ہو گئے ہیں اور ایسا نظر آنے لگا ہے کہ انسانیت سکرات کے عالم میں ہے، وہ جلد دم توڑ دے گی۔

لیکن تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ ایسے ہر موقعہ پر کچھ ایسے افراد میدان میں

www.abulhasanalinadwi.org

آگئے جنہوں نے زمانہ کی آنکھوں میں آنکھ ڈال کر حالات کا مقابلہ کیا، ان غلط رہنمائیوں اور قیادتوں کے مدمقابل بن کر کھڑے ہوگئے اور انہوں نے جان کی بازی لگادی، انسانی تہذیب کا تسلسل جو ابھی تک قائم ہے، محض نسلی تسلسل نہیں، بلکہ انسانی خصوصیات کا تسلسل جو ہر دور میں رہا ہے، انسانی احساسات وجذبات، اعلیٰ مقاصد، اخلاقی تعلیمات اور ان کی بقا وترقی کے لئے ہمت وجرأت اور قربانی کا جذبہ جو اس وقت تک چلا آرہا ہے، یہ درحقیقت انہیں لوگوں کا رہین منت ہے، جو بگڑے ہوئے حالات میں میدان میں آئے اور انہوں نے زمانہ کے چیلنج کو قبول کیا، اور ان بگڑے ہوئے حالات سے پنجہ لڑایا اور بعض اوقات زمانہ کی کلائی موڑ دی، انہیں لوگوں کی بدولت انسانیت زندہ ہے۔

ہر زمانہ کے شاعر، ہر زمانہ کے ادیب اور ہر زمانہ کے اہل دل زمانہ کی بگاڑ کی شکایت کرتے چلے آئے ہیں، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اس کے بعد بھی انسانی خوبیوں کا سرمایہ، انسانی احساسات وجذبات اور نیک انسان موجود رہے، یہ اصل میں انہیں لوگوں کی جدوجہد کا نتیجہ ہے جو اس وقت اپنے مفادات سے آنکھیں بند کر کے میدان میں آگئے، انہوں نے اپنے لئے بھی، اپنے خاندانوں کے لئے بھی اور اپنی آئندہ نسلوں کے لئے بھی خطرہ مول لیا، زمانہ کا رخ موڑ دیا اور انسانیت کی کھیتی ان کی کوششوں اور قربانیوں کے پانی سے ہری ہوگئی۔

www.abulhasanalinadwi.org

انسانیت کے بقا کی حقیقی ضمانت

انسانیت کی بقا کی حقیقی ضمانت وہ جری، دلیر، جاں باز اور دردمند انسان ہیں، جو زخمی دل، اشک بار آنکھیں اور سلگتے اور جلتے ہوئے دل ودماغ رکھتے ہیں، جو ناسازگار حالات کا سامنا کریں، چوٹ کو برداشت کریں، اور تاریخ کے دھارے کو بدلنے کے لئے جان کی بازی لگادیں، جب کبھی اس جنس کی کمی نظر آتی ہے تو پورا سماج، پورا معاشرہ خطرہ میں پڑ جاتا ہے، خواہ دیکھنے میں آپ کو فرد بھی نظر آئے، جیسے ایک فربہ جسم جس کے اندر بیسیوں قسم کی بیماریاں پرورش پاتی ہیں، لیکن اس کی فربہی سب پر دہ ڈالے رہتی ہے، دیکھنے والوں کو دھوکہ ہوتا ہے، اور سمجھتے ہیں کہ یہ انسان بہت تندرست ہے، لیکن حقیقت میں وہ بیماریوں کا مجموعہ ہے۔

سماج کیلئے سب سے بڑا خطرہ ظلم کا مزاج پیدا ہو جانا اور اس سے بڑھ کر اس کو ناپسند کرنے والوں، اور اس کے روکنے کے لئے جان کی بازی لگادینے والوں کا فقدان ہے

کسی سماج کے لئے بڑا خطرہ (خواہ وہ دنیا کا قدیم سماج ہو یا جدید سماج ہو) یہ ہے کہ اس کے اندر ظلم کا مزاج پیدا ہو جائے، پھر اس سے زیادہ خطرناک بات یہ ہے کہ اس ظلم کو ناپسند کرنے والے اس معاشرہ میں انگلیوں پر بھی گنے نہ

www.abulhasanalinadwi.org

جاسکتے ہوں، دوربین تو دوربین خوردبین سے بھی ان کو دیکھا نہ جاسکتا ہو، پورے سماج میں چند درجن آدمی بھی ایسے نہ ہوں جو اس ظلم کو اس سفاکی کو، اس قساوت اور سنگدلی کو کمزوروں پر دست درازی کو ناپسند کرتے ہوں اور اپنی ناپسندیدگی کا اعلان کرتے ہوں، گھر بیٹھ کر ناپسند کرنے والے تو مل جائیں گے، جو چار چھ آدمیوں کی موجودگی میں کہہ دیں کہ یہ ٹھیک نہیں ہو رہا ہے، بڑے خطرہ کی علامت ہے، لیکن اپنی ناپسندیدگی کا اعلان کریں اور اس کو لے کر میدان میں آجائیں، ایسے افراد کی جب کسی سماج میں کسی معاشرہ میں کمی ہوتی ہے تو اس سماج، اس معاشرہ اور اس سوسائٹی کو کوئی طاقت نہیں بچا سکتی ہے، جب کسی معاشرہ میں ظلم پھیلنے لگا ہو، اور پسندیدہ نگاہوں سے دیکھا جانے لگا ہو، جب ظلم کے لئے یہ معیار بن گیا ہو کہ ظالم کون ہے؟ ظالم کی قومیت کیا ہے؟ ظلم کا فرقہ کیا ہے؟ ظالم کی زبان کیا ہے؟ ظالم کس برادری سے تعلق رکھتا ہے؟ تو انسانیت کے لئے ایک عظیم خطرہ پیدا ہو جاتا ہے، جب انسانیت کو اس طرح خانوں میں بانٹا جانے لگے اور ظالم کی بھی قومیت دیکھی جانے لگے، جب اس کا مذہب پوچھا جانے لگے، جب آدمی اخبار میں کسی فساد یا کسی ظلم وزیادتی کی خبر دیکھے تو پہلے اس کی نگاہیں یہ تلاش کریں کہ کس فرقہ کی طرف سے یہ بات شروع ہوئی، اس میں نقصان کس کو پہونچا؟ جب ظلم کے ناپنے اور ظالم ہونے کا فیصلہ کرنے کا یہ پیمانہ بن جاتا ہے کہ وہ کس قوم، فرقہ، طبقہ و برادری سے تعلق رکھتا ہے تو اس وقت معاشرہ کو کوئی طاقت،

www.abulhasanalinadwi.org

کوئی ذہانت، کوئی سرمایہ اور بڑے بڑے منصوبے بچا نہیں سکتے۔

مذاہب اور تاریخ عالم کا متفقہ فیصلہ

میں مذہب، انسانی تاریخ اور فلسفہ اور اخلاق کا ایک طالب علم ہونے کے ناتہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں (اور مجھے اندیشہ ہے کہ شاید دوسرا شخص جس پر سیاسی طرز فکر غالب ہے، نہ کہے گا) کہ اس ملک کے لئے سب بڑا خطرہ اور آپ کی پہلی توجہ کا مستحق ظلم تشدد کا رجحان، انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی بے قیمتی ہے، (خواہ اس کا تعلق کسی فرقہ سے ہو) جس کا ظہور فرقہ وارانہ فسادات طبقاتی اونچ نیچ کی بنا پر پورے پورے خاندانوں اور محلوں کی صفائی، تھوڑے سے مالی فائدہ کے لئے انسان کی جان لے لینا، سفاکانہ جرائم، اور مظالم کی کثرت، اور سب کے آخر میں (لیکن سب سے زیادہ شرمناک حقیقت) مطلوب و متوقع جہیز نہ لانے پر نئی بیاہی دلہنوں کو جلا دینا، یا زہر دے کر مار دینا اور ان سے پیچھا چھڑانا ہے۔ جو لوگ مذہب پر یقین رکھتے ہیں، انکے لئے تو یہ سمجھنا بہت آسان ہے کہ اس کائنات کا پیدا کرنے والا اور چلانے والا ال جو ماں سے زیادہ محبت کرنے والا اور مہربان ہے، اس عمل سے خوش نہیں ہو سکتا، اور اس کو زیادہ دن برداشت نہیں کرے گا، اور اس کے نتیجہ میں ہزاروں کوششوں اور قابلیتوں کے باوجود کوئی ملک پنپ نہیں سکتا، اور وہ معاشرہ زیادہ دن باقی نہیں رہ سکتا۔

خدا کے وجود کے بعد جس حقیقت پر تمام مذاہب، فرقوں اور مکاتب

www.abulhasanalinadwi.org

خیال کا اتفاق ہے، وہ یہ ہے کہ ظلم (خواہ کسی سے سرزد ہو) بڑا گناہ (مہا پاپ) اور ملکوں اور قوموں کے حق میں سم قاتل ہے، اور اس کا نتیجہ دیر یا سویر نکل کر رہتا ہے، اور اس کی موجودگی میں کوئی ملک یا قوم (خواہ اس کے پاس کیسے ہی قدرتی وسائل، جنگی طاقت عددی کثرت، شاندار تاریخ اور علم وادب اور فلسفہ کے خزانے ہوں) پھل پھول نہیں سکتی۔

لیکن جو لوگ مذاہب پر اعتقاد نہیں رکھتے وہ اس تاریخی حقیقت سے واقف ہیں کہ اس سے کم درجہ کے ظلم اور سفاکی کی وجہ سے بڑی بڑی شہنشاہیاں اور وہ تہذیبیں جن کا کسی زمانہ میں ڈنکا بجتا تھا، اور آج بھی تاریخ وادب کے صفحات پر ان کے روشن نقوش ہیں، زوال کا شکار ہو گئیں، اور داستان پارینہ بن کر رہ گئیں، اس صورت حال کی طرف فوری توجہ کی ضرورت ہے، سیاسی مسائل اور انتخابی مہم سے زیادہ اس کے خلاف طوفانی مہم چلانے کی ضرورت ہے، سخت قوانین، عبرتناک سزاؤں، ابلاغ عامہ کے ذرائع سے کام لینے اور انتظامیہ کو سخت سے سخت قدم اٹھانے کی ضرورت ہے، ورنہ نہ بانس رہے گا نہ بانسری۔

جارحیت اور تشدد کا انجام خودسوزی اور خانہ برانداز ی

فرقہ پرستی، جارحیت اور تشدد کا کھلا رجحان، ملک کو زمین دوز اور دھماکہ خیز سرنگوں کے رحم وکرم پر چھوڑ دینا ہے، جو بالآخر ملک کو لے ڈوبے گی، گاندھی جی اس حقیقت کو خوب سمجھتے تھے، کہ فرقہ وارانہ منافرت، تشدد اور

www.abulhasanalinadwi.org

جارحیت، پہلے ملک کی آبادی کے دو اہم عنصروں (ہندو مسلم فرقوں) کے درمیان اپنا کام کرے گی، پھر یہی وطنی مذہبی اختلافات، طبقات اور برادریوں کی صف آرائی اور نسلی، لسانی، صوبائی وعلاقائی تعصبات کی شکل میں ظاہر ہوگی، اور جب یہ کام بھی ختم ہوجائے گا، تو وہ آگ کی طرح (جب اس کو چلانے کے لئے ایندھن نہ ملے تو اپنے کو کھانے لگتی ہے) ملک کو اور امن پسند شہریوں کو اپنا لقمہ بنالے گی، اور یہ ملک تباہ ہوکر رہ جائے گا۔

تعمیری کاموں اور خدمت انسانیت کا سب سے بڑا محرک اور راز یہ ہے کہ انسان کبھی انسان سے مایوس نہیں ہوا

حضرات! انسانیت کے حال و مستقبل اور سارے تمدنی، معاشی، سیاسی حتی کہ اخلاقی اور مذہبی مسائل کا انحصار، اور تمام فلسفوں وافکار ونظریات کا دار ومدار تمام تر اس پر ہے کہ انسان موجود اور محفوظ ہے، اس کو اپنی زندگی کی طرف سے اطمینان، انسانی زندگی کی قدر وقیمت کا احساس اور اس کے تقدس پر غیر متزلزل عقیدہ ہے، اس عقیدہ نے کہ انسان ہی اس دنیا کی پیدائش کا مقصود اور اس کائنات کا سب سے بیش قیمت وجود ہے اور اس کے اندر بہتر سے بہتر بننے کی صلاحیت موجود ہے، دنیا کے ذہین ترین شریف ترین اور لائق ترین انسانوں کو انسانوں پر محنت صرف کرنے پر آمادہ کیا اور انہوں نے ان کی ذہنی صلاحیتوں

www.abulhasanalinadwi.org

اور انکے ذہن ودماغ کے سوتوں کو چھیڑا، اور وہ تمام اصلاحی، تعمیری، تخلیقی، علمی، ادبی، تمدنی اور روحانی شاہکار وجود میں آئے، جن پر قدیم وجدید دنیا کو فخر ہے، تاریخ کے قدیم ترین دور سے لے کر ہمارے زمانہ تک جس چیز نے انسانیت کی شمع مسلسل طور پر روشن رکھی، وہ خدا کی یہ نعمت ہے کہ اچھے انسان، انسان سے مایوس نہیں ہوئے، انہوں نے اس کو ناقابل علاج مریض اور ناقابل اصلاح حیوان نہیں سمجھا، وہ کبھی اسکے وجود سے ایسے متنفر نہیں ہوئے کہ اس کی صورت دیکھنے تک کے روادار نہ ہوں، انہوں نے کبھی اس کے زندہ رہنے کے استحقاق کا انکار نہیں کیا، انسانیت کا چراغ بے تیل بتی کے جل سکتا ہے، وہ ہوا کے تیز جھونکوں اور طوفان کے تھپیڑوں میں روشن رہ سکتا ہے، اور انسانیت کی تاریخ بتاتی ہے کہ ہمت والوں اور انسانیت کا درد رکھنے والوں نے برسوں بے تیل بتی کے انسانیت کا چراغ روشن رکھا، انہوں نے پیٹ پر پتھر باندھ کر اور مسلسل فاقہ کر کے جنگلوں اور بیابانوں، کڑاکے کے جاڑوں کی راتوں اور تپتی ہوئی دوپہریوں میں انسانیت کی خدمت کی، ان میں سے کوئی چیز ان کی ہمت توڑنے اور ان کو ان کے مقدس کام سے روکنے کے لئے کافی نہ تھی، ان کی نہ ختم ہونے والی قوتِ مقابلہ کا راز، اور ان کی حیرت انگیز قوت عمل کی بنیاد یہ تھی کہ وہ انسان کو دستِ قدرت کا شاہکار (Masterpiece) سمجھتے تھے، ان کو انسان کی فطرت سلیم پر یقین واعتماد تھا، ان کو یقین تھا کہ انسان کے لئے برائی عارضی اور بھلائی اصلی

www.abulhasanalinadwi.org

اور فطری ہے، ان کو یقین تھا کہ وہ انسان پر جو محنت کریں گے وہ کبھی نہ کبھی رنگ لائے گی، ان کے عقیدہ میں اس باغ کی ہر کلی کو کھلنا اور حسین بننا چاہئے، عالم انسانی میں کوئی چیز اس سے زیادہ خطرناک اور تشویش انگیز نہیں کہ انسان انسان سے ناامید ہو جائے، اور اس سے زیادہ افسوسناک بات یہ ہے کہ وہ اس نفرت و یاس کے جنون میں بے زبان عورتوں اور معصوم بچوں پر دست درازی کرے اور غنچوں کو کھلنے اور مسکرانے سے پہلے ہی مسل کر رکھ دے تعلیم و تربیت ہو یا اصلاح و ترقی، معاشی خوشحالی ہو، یا سیاسی استحکام، یہ نشیمن جس شاخ پر قائم ہے، اور ہمیشہ جس شاخ پر قائم رہے گا، وہ انسانی زندگی کے تحفظ اور امن و امان کی فضا ہے، اسلئے نشیمن کو سجانے اور بنانے کے منصوبوں اور اس کی ترتیب و تنظیم کی بحثوں سے پہلے اس شاخ کی حفاظت ضروری ہے۔

ملک کی سب سے بڑی طاقت اور دولت حق گو اور بے لاگ اور جاں باز انسانوں کا وجود ہے

حاضرین کرام! ملک کی طاقت کا حقیقی سرچشمہ، اور جینے اور پھلنے پھولنے کے لئے اس کا سب سے بڑا سہارا ایسے حق گو اور بے لاگ انسانوں کا وجود ہے جو بڑے سے بڑے نازک اور جذباتی موقع پر ظلم کو ظلم، ناانصافی کو ناانصافی اور غلطی کو غلطی کہہ سکتے ہیں، اگر آپ واقعی کسی قوم کی بیداری اور اسکی

www.abulhasanalinadwi.org

زندگی کی صلاحیتوں کو جانچنا چاہتے ہیں، اور یہ اندازہ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ قوم یا ملک انسانیت اور اخلاق اور علم وفن کی امانت کی حفاظت کی کہاں تک اہل ہے، تو یہ دیکھئے کہ اس میں کتنے ایسے افراد پائے جاتے ہیں جو تنقید کے موقع پر اپنے پرائے کی تمیز نہ کرتے ہوں، جو صریح غلطی کے موقع پر بڑی سے بڑی اکثریت اور بڑی طاقتور حکومت کو برملا ٹوک دیتے ہوں، جو مظلوموں اور کمزوروں کے لئے سینہ سپر بن جاتے ہوں، اور بگڑے ہوئے حالات میں عیش کے ایوانوں کو چھوڑ کر دیوانوں کی طرح پھرنے لگتے ہوں، اور کسی ملامت کرنے والے کی پروانہ کرتے ہوں، جن کو آئندہ کے فوائد اور وقت کے مصالح سچی بات کہنے سے باز نہ رکھتے ہوں، جو حق کی حمایت اور اعلان میں اپنی قوم کا معتوب بننے کو، اپنی قوم کا محبوب بننے پر ہزار بار ترجیح دیتے ہوں، جب سارے ملک میں زیادتی، حق تلفی، جانبداری اور مصلحت پرستی کی ہوا چل رہی ہو، تو وہ اپنا کھانا پینا بھول جائیں اور حالات کو درست کرنے کے لئے کوئی کوشش اٹھا نہ رکھیں، جو وقت کے مسئلہ کے سامنے تمام مسائل کو بالائے طاق رکھدیں، ہر طرح کے اختلافات کو بھلا دیں، بلا تمیز قومیت وملت انسانی جان وآبرو کی حفاظت کے لئے جان کی بازی لگادیں، اگر ایسے افراد اس قوم کی تعداد کے مناسب اور ضرورت کے مطابق پائے جاتے ہیں تو اس قوم اور اس کے مستقبل کی طرف سے مایوس وہراساں ہونے کی ضرورت نہیں، اس کی ہر پریشانی دور ہو جائے گی، ہر کمی پوری

www.abulhasanalinadwi.org

ہو جائیگی ، پتھر موم اور دشمن دوست بن جائیں گے ، اس کی اخلاقی برتری کا ساری دنیا میں آوازہ بلند ہوگا ، اس کے ملک میں خوش حالی ، سرسبزی اور شادابی ، محبت والفت کا دور آکر رہے گا ، اس کی بین الاقوامی حیثیت اچانک بلند ہو جائیگی قومیں اور ممالک نازک حالات میں اور بین الاقوامی گتھیوں کے سلجھانے کے لئے اس کی مدد کے طالب ہوں گے۔

انسانیت کا آخری سہارا دو طبقے (سچے مذہبی انسان اور اعلیٰ دانشور) ہیں جن میں سب سے آخر میں بگاڑ آتا ہے

جب کسی انسانی نسل پر کسی دور میں اخلاقی گراوٹ کا ایسا دورہ پڑتا ہے یا وہ کسی انسانی سازش یا کسی انتشار پسند طاقت کا شکار ہوتی ہے ، اس وقت دو طبقے میدان میں آتے ہیں ، ایک دانشوروں کا طبقہ اور ایک مذہبی انسانوں کا طبقہ ، یہ دو طبقے ہیں جن میں بگاڑ (Corruption) سب سے اخیر میں داخل ہوتا ہے ، تاریخ ہمیں بتاتی ہے ، قیاس بھی یہی چاہتا ہے ، اور عقل سلیم (Common sense) کا فیصلہ بھی یہی ہے کہ سب سے اخیر میں جس طبقہ میں فساد داخل ہوتا ہے اور خرابی آتی ہے ، وہ مذہبی آدمیوں کا طبقہ ہے ، اس کے بعد دانشوروں کا طبقہ ہے ، لیکن جب دانشوروں میں اور مذہبی انسانوں میں بھی بگاڑ (Corruption) آجائے تو پھر اس معاشرہ کا (یہ تو میں نہیں کہہ سکتا کہ خدا

www.abulhasanalinadwi.org

حافظ ہے، خدا حافظ ہو تو اطمینان ہی اطمینا ہے) لیکن پھر اس معاشرہ کو کوئی چیز بچا نہیں سکتی۔

اس وقت ہندوستان میں یہ موڑ آگیا ہے کہ پڑھے لکھوں کی جماعت دانشوروں کی جماعت، ہماری جامعات اور دانش گاہوں کے فضلاء کی جماعت میدان میں آئے، اس وقت میدان دانشوروں کا ہے، مذہبی آدمیوں کا اور ایسے بے لاگ انسانوں کا ہے جو سیاسی پارٹیوں اور سیاسی مفادات سے بالکل آنکھیں بند کرلیں اس سے کوئی مطلب نہ رکھیں کہ ایسا کرنے سے ہماری پارٹی پاور میں آئیگی اور ہمیں حکومت ملے گی، ایسی مثالیں بھی تاریخ میں ملتی ہیں کہ جب موقعہ آیا انعام ملنے کا، اور جب حکومت تھالی میں رکھ کر پیش کی جانے لگی، تو اللہ کے بندوں نے کہا کہ ہم نے اس لئے کام نہیں کیا تھا ہم نے ہمدردی میں کیا تھا، خلوص کے ساتھ کیا تھا، خدا کی خوشنودی کے لئے کیا تھا، ہمیں اس کا انعام نہیں لینا ہے۔

مکتبۃ العلامۃ عبدالحی الحسنی
دار عرفات دراسات برلین یورپ
۹۷۱ / ۱۳۳۸۷

ہندوستان کی تاریخ میں سب سے خطرناک دور

میں بغیر کسی معذرت کے صاف کہتا ہوں کہ میں نے تاریخ کا مطالعہ کیا ہے، میں نہیں سمجھتا کہ ہمارا ہندوستانی معاشرہ کبھی ایسے خطرہ سے دوچار ہوا ہو جیسا کہ اس وقت ہوا ہے، میں بالکل اس پر معذرت نہیں کروں گا، ہندوستان کا جسم بار ہا زار و نزار ہوا، ہندوستان نے شکست کھائی، ہندوستان پر برطانیہ کی

www.abulhasanalinadwi.org

بدیسی حکومت رہی، یہ سب تاریخی واقعات ہیں، لیکن ہندوستان کی روح اور ہندوستان کا ضمیر اس طرح سے کمزور نہیں ہوا تھا کہ اس نے اپنا کام کرنا چھوڑ دیا ہو، ہندوستان کی تاریخ میں کبھی ایسا دور نہیں آیا کہ برائی کو اور ظلم کو اس آسانی کے ساتھ گوارا کر لیا گیا ہو جس آسانی کے ساتھ آج گوارا کیا جا رہا ہے، بلکہ اس کو فلسفہ بنایا جا رہا ہے، اس کے ذریعہ سے جماعتوں کو مستحکم اور منظم کیا جا رہا ہے، اس کے ذریعہ ہندوستان میں حکومت کا استحقاق ثابت کیا جا رہا ہے، ہندوستان سیکڑوں مصیبتوں کا شکار ہوا ہے، لیکن ضمیر انسانی کا (Conscience) زندہ رہا، اس نے اپنا کام کرنا، اپنا (Function) کبھی چھوڑا نہیں، اس وقت جو اصل خطرہ کی چیز ہے، وہ یہ ہے کہ جس کو شاعر نے اس طرح بیان کیا ہے۔

مجھے یہ ڈر ہے دل زندہ تو نہ مر جائے
کہ زندگی ہی عبارت ہے تیرے جینے سے

زندہ اور بیدار ضمیر کی کارفرمائی اور انقلاب آفرینی

مجھے یہ ڈر ہے کہ ہندوستان کا ضمیر کہیں مر نہ گیا ہو، اس سے بڑھ کر کوئی خطرہ کی بات اور کیا ہو سکتی ہے کہ اتنے بڑے ملک میں کسی دل دردمند کی کراہ سننے میں نہیں آتی کہ تڑپ کر کسی نے فریاد کی ہو اور قلندرانہ شان سے میدان میں آ گیا ہو، لیڈر اپنی جگہ پر، سیاسی جماعتیں اپنی جگہ پر، دانش گاہیں اپنی جگہ پر، لائبریریاں اپنی جگہ پر، خطیب و مقرر اپنی جگہ پر ذہین (Intelligent) بلکہ

www.abulhasanalinadwi.org

(Genius) قسم کے انسان اپنی جگہ پر، لیکن وہ ضمیر کہاں ہے، جو معاشرہ کی اس پستی پر، انسانیت کی اس بستی پر خون کے آنسو روئے؟ انسانیت کی حفاظت اسی ضمیر نے کی ہے، تفنگ اور شمشیر نے نہیں کی ہے، سپاہ اور فوج نے نہیں کی ہے شاہی خزانوں اور دولت کی بہتات نے نہیں کی ہے، علم انسانی کی ترقی نے نہیں کی ہے، ٹکنالوجی اور سائنس نے نہیں کی ہے، بلکہ ایک ضمیر انسانی ہے، جو سب پر غالب آیا، جہاں وسائل نہیں تھے، اس نے وہاں وسائل پیدا کر لئے، آپ دیکھئے جب کسی کے دل پر چوٹ لگتی ہے، اور جب کوئی بے قرار ہوتا ہے وہ کیا کر لیتا ہے، ایک آدمی کے پاس وسائل کا ڈھیر ہے، لیکن اس کے دل میں درد نہیں ہے، اور کچھ کرنے کا ارادہ ہی نہیں ہے، تو وقت گزر جاتا ہے اور وہ کچھ نہیں کرتا، مجھے جو خطرہ ہے، وہ یہ ہے کہ ہندوستانی معاشرہ کا ضمیر تعطل کا شکار ہو گیا ہے، اس نے اپنا کام کرنا چھوڑ دیا ہے، یہ خطرہ کی بات ہے، اس لئے کہ انسانیت کی آس اسی ضمیر سے ہے، اس دنیا میں جو کچھ خیر وفلاح کی امید ہے وہ اسی ضمیر سے ہے، جب یہ ضمیر بیدار ہوتا ہے، اس کو خدا کی طرف سے روشنی ملتی ہے، پیغمبروں کی طرف سے اس کو غذا ملتی ہے، اور یہ دولت پرستی کا شکار نہیں ہوتا، طاقت پرستی کا شکار نہیں ہوتا، تو پھر یہ ضمیر وہ کام کرتا ہے، جو بڑی بڑی سلطنتوں سے اور بڑی بڑی فوجوں سے نہیں ہو سکا، دیکھئے کچھ زندہ ضمیروں نے کچھ دردمند ضمیروں نے اپنے اپنے زمانہ میں کیا کام کر لیا، یہ بزرگان دین، یہ رشی منی کیا رکھتے تھے، ان

www.abulhasanalinadwi.org

کے پاس کیا سرمایہ تھا؟ لیکن انہوں نے ایک نیا معاشرہ پیدا کر دیا، ایک نیا دور ان کی ذات سے شروع ہو گیا۔

ملک کا اخلاقی زوال اپنی آخری حد پر

آج ہمارے معاشرہ کو ایسے نوجوانوں کی ضرورت ہے جو میدان میں آئیں اور ملک کو اخلاقی زوال سے بچائیں، اخلاقی زوال اپنی آخری حد تک پہونچ گیا ہے، ایک آدمی کسی حادثہ کا شکار ہو جائے تو یہ تو ایک ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ اس کے قرب وجوار میں کہرام مچ جائے، لوگ جمع ہو جائیں، مائیں اپنے گھروں سے نکل آئیں اپنے بچوں کو چھوڑ دیں، کوئی پانی لے کر آئے، کوئی دوا لے کر آئے کہ ہمارے بھائی معلوم نہیں کہاں جا رہے تھے، حادثہ کا شکار ہو گئے، لیکن اس ملک کی اخلاقی گراوٹ کا حال یہ ہے کہ اس وقت لوگ ان مرے ہوئے کچلے ہوئے انسانوں کے ہاتھ سے گھڑیاں نکال لیتے ہیں، اور ان کے پرس کی تلاشی لیتے ہیں، اس وقت بجائے اس کے کہ ان خشک لبوں میں پانی کا ایک قطرہ ڈالیں، وہ ظالم ان کی قیمتی چیزیں لوٹنے میں لگ جاتے ہیں، آپ یہ واقعات تاریخ میں پڑھتے تو یقین نہ کرتے اور دوسرے ملک کے لوگ یقین نہیں کریں گے لیکن ہم کیا کریں، ریلوں میں بارہا ایسے حادثے پیش آتے ہیں، قریب کی دیہاتی آبادی دیکھتی ہے کہ ایک آدمی دبا ہوا ہے، دو لکڑیوں کے بیچ میں اس کا بدن آ گیا ہے، وہ کہتا ہے کہ میرا سب کچھ لے لینا لیکن کسی طرح مجھے

www.abulhasanalinadwi.org

اس شکنجہ سے نکال دو، انہوں نے اس کے ہاتھ سے گھڑی چھین لی اور اس کی جیب سے کچھ روپئے نکال لئے اور اس کو مرتا ہوا چھوڑ کر چلے گئے، جو معاشرہ اس تنگدلی کی حد تک پہونچ گیا ہو اس معاشرہ کی کسی چیز کو دیکھ کر بھلا دل خوش ہو سکتا ہے اس سے کچھ امید کی جاسکتی ہے کہ وہ معاشرہ دنیا میں باقی رہے گا، کوئی بڑا قیادت کا رول ادا کرے گا؟

میں نے کئی مرتبہ اس کا نقشہ کھینچا ہے کہ ایک مسافر بڑے ارمانوں کے ساتھ ممبئی سے آرہا ہے تھوڑی سی پونجی بچا کر، سنا ہے کہ ماں بیمار ہے، میں جاتے ہی دوا لاؤں گا، وہ میری صورت دیکھ کر خوش ہوں گی، ان کے اندر طاقت آجائیگی وہ آنکھیں کھول دیں گی، ابھی وہ اسٹیشن سے چلا ہی تھا کہ اسے چھرا بھونک دیا گیا، ادھر ماں تڑپ رہی ہے، اور یہاں بیٹے نے جان دے دی، جس معاشرہ میں یہ واقعات ہوں اس معاشرہ میں کیا کوئی بھی ترقی، اقتصادی، سیاسی اور علمی ترقی خوشی کی بات ہو سکتی ہے؟ اس ملک میں جو یونیورسٹیوں کی تعداد بتلائی جاتی ہے، میں کہتا ہوں اس کے دس گنا یونیورسٹیاں ہو جائیں، جب بھی اس معاشرہ کے لئے کوئی خوشی اور اطمینان کی بات نہیں، کوئی عزت کی بات نہیں، متوسط پڑھے لکھے لوگ ہوں، مگر ظلم سے نفرت ہو، گناہ سے نفرت ہو (Corruption) سے نفرت ہو، وہ معاشرہ زندہ ہے، طاقتور ہے اور ممکن ہے کہ دوسری قوموں کی قیادت کرے۔

www.abulhasanalinadwi.org

ملک کے ایک عظیم دانشور کا انتباہ اور ایک دُکھتے ہوئے دل کی کراہ

میں اس موقعہ پر سابق صدر جمہوریہ ہند ڈاکٹر ذاکر حسین خاں مرحوم کے خطبۂ استقبالیہ کا ایک اقتباس پیش کرنے کی اجازت چاہوں گا جو انہوں نے ۱۷/نومبر ۱۹۴۶ء کو جامعہ ملیہ اسلامیہ کی سلور جوبلی کے موقع پر دیا تھا، اس وقت ڈائس پر وزیر اعظم ہند پنڈت جواہر لال نہرو، صدر کانگریس مولانا آزاد، وزیر داخلہ سردار پٹیل، وزیر تعلیم مسٹر راج گوپال اچاریہ، مسلم لیگ کے قائد وصدر مسٹر جناح، اور عبوری حکومت (Interim Goverment) کے مسلم وزراء ہندوستان کے چوٹی کے دانشور، ماہر تعلیم اور سوشل ورکر موجود تھے، یہ وقت وہ تھا کہ فرقہ وارانہ فساد پھوٹ پڑا تھا اور دارالحکومت دہلی میں چاقو زنی کی وارداتیں پیش آرہی تھیں، جبلی کی تاریخیں مقرر ہوگئی تھیں اور التوا ممکن نہ تھا، ملک کے ممتاز ومعزز مہمانوں کو اپنی قیام گاہ پر پہونچانے کیلئے حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے، یہ اقتباس آج بھی برمحل، دردواثر سے لبریز اور زندہ ہے،

ڈاکٹر صاحب نے فرمایا:-

''آپ سب صاحبان آسمان سیاست کے تارے ہیں، لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں آدمیوں کے دل میں آپ کیلئے جگہ ہے، آپ کی یہاں کی

www.abulhasanalinadwi.org

موجودگی سے فائدہ اٹھا کر میں تعلیمی کام کرنے والوں کی طرف سے بڑے ہی دکھ کے ساتھ چند لفظ عرض کرنا چاہتا ہوں، آج ملک میں باہمی منافرت کی جو آگ بھڑک رہی ہے، اس میں ہمارا چمن بندی کا کام دیوانہ پن معلوم ہوتا ہے، یہ آگ شرافت اور انسانیت کی سرزمین کو جھلسے دیتی ہے، اس میں نیک اور متوازن شخصیتوں کے تازہ پھول کیسے پیدا ہوں گے؟ حیوانوں سے بھی پست تر سطح اخلاق پر ہم انسانی اخلاق کو کیسے سنوار سکیں گے؟ اس کے لئے خدمت گزار کیسے پیدا کر سکیں گے؟ جانوروں کی دنیا میں انسانیت کو کیسے سنبھال سکیں گے؟ یہ لفظ شاید کچھ سخت معلوم ہوتے ہوں، لیکن ان حالات کے لئے جو روز بروز ہمارے چاروں طرف پھیل رہے ہیں، اس سے سخت لفظ بھی بہت نرم ہوتے، ہم جو اپنے کام کے تقاضوں سے بچوں کا احترام کرنا سیکھتے ہیں، آپ کو کیا بتائیں کہ ہم پر کیا گزرتی ہے، جب ہم سنتے ہیں کہ بہمیت کے اس بحران میں معصوم بچے بھی محفوظ نہیں ہیں، شاعر ہندی نے کہا تھا کہ "ہر بچہ جو دنیا میں آتا ہے، اپنے ساتھ یہ پیام لاتا ہے کہ خدا ابھی انسان سے پوری طرح مایوس نہیں ہوا" مگر کیا ہمارے دیس کا انسان اپنے سے اتنا مایوس ہو چکا ہے کہ ان معصوم کلیوں کو بھی کھلنے سے پہلے ہی مسل دینا چاہتا ہے؟

www.abulhasanalinadwi.org

خدا کے لئے سر جوڑ کر بیٹھئے اور اس آگ کو بجھایئے، یہ وقت اس تحقیق کا نہیں کہ آگ کس نے لگائی کیسے لگی؟ آگ لگی ہوئی ہے اسے بجھایئے یہ مسئلہ اس قوم اور اس قوم کے زندہ رہنے کا نہیں ہے، مہذب انسانی زندگی اور وحشیانہ درندگی میں انتخاب کا ہے، خدا کیلئے اس ملک میں مہذب زندگی کی بنیادوں کو یوں کھد نے نہ دیجئے"۔

اپنے فرقہ اور اپنے ساتھیوں کا بے لاگ اخلاقی محاسبہ کرنے اور ان کی خبر لینے کے بجائے دوسرے فرقہ کو وعظ و نصیحت

یہ بڑی بدقسمتی کی بات ہے کہ عام طور پر جو لوگ اس صورت حال میں کچھ کرنے کے لئے بھی کھڑے ہوتے ہیں، وہ اپنے فرقہ یا جماعت کی اصلاح و تربیت کے پُر مشقت اور محنت طلب کام کو چھوڑ کر دوسرے فرقہ اور جماعت کو وعظ و نصیحت، اس کو اخلاقی و علمی درس دینے، اور اس پر واقعات کی ذمہ داری عائد کرنے کے آسان کام کو اختیار کر لیتے ہیں، قوموں کی جدید ذہنی تعمیر و تشکیل، مختلف عناصر میں دیانت دارانہ اور مساویانہ طریقہ پر ہم آہنگی پیدا کرنے، اور ملک کو اس خطرہ سے بچا لینے کے لئے (جو ننگی تلوار کی طرح اس

www.abulhasanalinadwi.org

کے سر پر لٹک رہا ہے،) فرہاد کا جگر اور قیس کا جنون چاہئے، حیرت اور اس سے زیادہ حسرت کی بات ہے کہ اپنے ساتھیوں کا بے لاگ اخلاقی محاسبہ کرنے، اور تمام مصلحتوں اور خطروں سے بے نیاز ہو کر طاقت اور اکثریت کے منہ پر حق بات کہنے والے افراد بہت کم نظر آتے ہیں، اور یہ کسی ملک کا سب سے بڑا خلا اور خطرہ کی نشانی ہے۔

خاص طور پر موجودہ حالات اتنے غیر معمولی، اتنے تشویشناک، اور اتنے مہیب ہیں کہ اب معمولی اخلاقی اپیلوں یا حکومتی انتظامات سے کام نہیں چل سکتا، اس کے لئے تو ملک کے ضمیر کو جھنجھوڑنے، اس کی روح کو چیخ کر پکارنے، اور انسانی شرم وحیا انسانیت دوستی اور خوف خدا کے آخری رمق سے کام لینے کی ضرورت ہے، جس سے یقیناً ابھی تک اس قدیم مذہبی ملک اور یہاں کا نرم اور پرہمی دل خالی نہیں ہوا ہے۔ اس کے لئے چند آدمیوں کو اپنا سر ہتھیلی پر رکھ کر نکلنے کی ضرورت ہوگی، اس کے لئے کچھ مدت کے لئے اپنے تمام کاموں کو ملتوی اور بالائے طاق رکھنے کی ضرورت ہوگی۔

قوم کی تعمیر اور شعور وضمیر کی تربیت میں مجرمانہ کوتاہی

ہمیں اپنے گریبانوں میں منہ ڈال کر دیکھنا چاہئے کہ ہم نے اس ملک

www.abulhasanalinadwi.org

کا انسانی شعور بیدار کرنے کے لئے اور انساں کو انسان سے محبت کرنے کا سبق سکھانے کے لئے اور انسانی جان اور انسانی ناموس کی قیمت ذہن نشین کرنے کے لئے کہاں تک اور کتنی جدوجہد کی ہے، اور اسکے لئے کب کوئی ہندگیر تحریک چلائی ہے،؟ ہم نے حصول آزادی کے لئے یقیناً جان کی بازی لگادی، اس کے لئے ایک طویل مہم چلائی جس میں ایک طرف ہر ہندوستانی کے دل میں آزادی کی آگ لگادی، دوسری طرف اس سے برطانیہ کا قصر استعمار تزلزل میں آگیا، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ناممکن بات ممکن ہوگئی، اور ہندوستان کو آزادی مل گئی، لیکن ہمیں اس کا اعتراف کرنا چاہئے کہ ہم نے ملک کو آزاد کرانے کے لئے جتنی کوشش کی، قوم کے ضمیر کو آزاد کرانے کی ادنی کوشش بھی نہیں کی، ہم نے اس کو برطانیہ کے ظلم سے متنفر بنایا، لیکن ظلم کی ہر شکل سے متنفر بنانے کی کوئی کوشش نہیں کی، آج بھی ہم ملک کی تعمیر کی جتنی کوشش کر رہے ہیں، قوم کی تعمیر کی اس کی آدھی اور چوتھائی کوشش بھی نہیں کر رہے ہیں اس کا نتیجہ ہے کہ ملک موجود اور قوم موجود نہیں، ہم اپنی زمین کا ایک انچ بھی دوسرے کے قبضہ میں دینے کے لئے تیار نہیں (اور یقیناً ایسا ہی ہونا چاہئے) لیکن ہم بے تکلف اپنے ہی جسم کو زخمی کرتے ہیں، اپنا ہی بازو کاٹنے کے لئے تیار نظر آتے ہیں، اپنے ہی ہاتھوں اپنا گھر ڈھاتے ہیں، اور ایک بھائی دوسرے بھائی کا گلا کاٹتا ہے۔

www.abulhasanalinadwi.org

اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

دوستو اور بزرگو! کوئی کام شدید جدوجہد، خطرات اور قربانیوں کے بغیر نہیں ہوسکتا، قوم کی صحیح تعمیر اور انسانیت کا احترام اور باہمی اعتماد و محبت پیدا کرنے کے لئے ہم کو ایک مجنونانہ اور سرفروشانہ جدوجہد کی ضرورت ہے، ہندوستان تاریخ کے ایک نازک موڑ اور فیصلہ کن دوراہے پر کھڑا ہے، ایک راستہ ہمیشہ کی تباہی، نہ مٹنے والے انتشار اور نہ ختم ہونے والے زوال کی طرف جاتا ہے ایک راستہ ہمیشہ کے امن و امان، اتحاد و یک جہتی کی طرف لے جاتا ہے، ہر ایسے موڑ پر کچھ ایسے لوگ سامنے آجاتے ہیں جو تاریخ کا رخ اور واقعات کا دھارا بدل دیتے ہیں، ان کی دلیری، انکی صاف گوئی اور ان کی جاں بازی پورے پورے ملک اور قوم کو بچالے جاتی ہے، یہی لوگ ملک کے معمار ہوتے ہیں، ان کا عمل اس حکیمانہ شعر پر ہوتا ہے۔

اے دل تمام نفع ہے سودائے عشق میں
اک جان کا زیاں ہے سو ایسا زیاں نہیں

اکثر ایسے لوگ سیاست اور حکومت کے ایوانوں سے باہر ملک کے بے لوث خادموں اور سچے روحانیوں اور دانشوروں میں پائے جاتے ہیں، جن کی نیتوں پر شبہ نہیں کیا جاسکتا، جن کی صداقت اور بے غرضی مسلم ہوتی ہے، اور ان کا ماضی ہر داغ سے پاک ہوتا ہے، اگر خدانخواستہ یہ بھی اپنا مقام چھوڑ دیں اور اپنے

www.abulhasanalinadwi.org

منصب سے نا آشنا ہو جائیں، یہ بھی اپنی جگہ تلاش کرنے میں لگ جائیں کہ اس بگڑتے ہوئے ماحول میں ہماری کیا جگہ ہے، اور یہ سمجھ کر کہ اس ملک یا اس تہذیب کی قسمت میں تباہی تو لکھی ہی ہوئی ہے اور اب یہ کشتی تو ڈوب کر ہی رہے گی، اس لیے ڈوبنے سے پہلے کچھ فائدہ اٹھالیں اور اپنی خواہشات پوری کر لیں، تو یہ تبدیلی کسی قوم کے لئے بس قیامت ہوتی ہے، پھر اس قوم کو کسی مصنوعی تدبیر یا دنیا کی کسی بڑی طاقت سے بچایا نہیں جا سکتا، اگر دنیا کے سارے مفکر اور تمام فلاسفر جمع ہو جائیں اور حکومت کے سارے وسائل موجود ہوں تو بھی اس ملک یا تہذیب کو کوئی بچا نہیں سکتا، اس لئے کہ دانشور اور مذہب کا صحیح علم رکھنے والا اور اس پر عمل کرنے والا طبقہ ان خطرات سے آگاہ ہو جاتا ہے، جو برادر کشی، انسان دشمنی، مردم آزاری، سفاکی اور سنگدلی سے پیدا ہوتے ہیں، انہوں نے مذہبی کتابوں میں خدا کا ان کے ساتھ معاملہ اور تاریخ میں ان کا انجام پڑھا ہوتا ہے، وہ قوموں کے عروج وزوال کے فلسفہ اور ان کے حقیقی اسباب وعلل سے باخبر ہوتے ہیں، ان کو معلوم ہوتا ہے کہ جب یہ خرابیاں کسی معاشرہ یا اجتماعی نظام میں پیدا ہوتی ہیں، تو اس کے نتیجہ میں کیا تباہیاں آتی ہیں؟ اس لئے وہ اس صورت حال سے سب سے زیادہ تشویش اور خطرہ محسوس کرتے ہیں، ہر طبقہ سے زیادہ ان کو اپنی ذمہ داری کا احساس ہوتا ہے، اور وہ اس موقعہ پر میدان میں آجاتے اور ملک، قوم اور معاشرہ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ایڑی چوٹی کا

www.abulhasanalinadwi.org

زور لگادیتے ہیں۔ میں اس موقعہ پر بلا کسی معذرت کے قرآن مجید کی ایک آیت پڑھوں گا، جس میں ماضی کے آئینہ میں حال کی بولتی ہوئی تصویر موجود ہے اور اس کی اصلاح کے لئے ایسے ہی لوگوں سے توقع ظاہر کی گئی ہے، جن کے دماغوں میں کچھ بچی کھچی روشنی اور دلوں پر انسانیت کا رہا سہا صدمہ اور اثر ہو۔

﴿فلولا كان من القرون من قبلكم اولو بقية ينهون عن الفساد فى الارض الا قليلا ممن انجينا منهم واتبع الذين ظلمو مآ اترفوا فيه وكانوا مجرمين﴾ (سورہ ہود: آیت:۱۱۶)

تم سے پہلے کے انسانی نسلوں اور گروہوں میں کچھ ایسے صاحب شعور لوگ کیوں نہ ہوئے جو ملک میں فساد اور بگاڑ کو منع کرتے ان میں تھوڑے ہی لوگ ایسے ہوئے جوان خصوصیات کے حامل تھے، اور ہم نے ان کو (اس عام تباہی سے) بچالیا، باقی جنہوں نے اس زیادتی اور ظلم کا راستہ اختیار کیا وہ انہیں آسائشوں اور لطف وعیش کے راستہ میں پڑ گئے، جن کے ذرائع ومواقع ان کو مہیا کئے گئے تھے اور وہ مجرم تھے۔

www.abulhasanalinadwi.org

چار نکاتی (ہمہ گیر اور طویل المیعاد) پروگرام کی ضرورت

اس صورت حال کی اصلاح کے لئے جو ملک کے لئے تباہ کن، اس کو بدنام کرانے والی اور بیرونی دنیا کی نگاہ میں اس کو غیر وقیع، بے اعتبار، غیر متمدن اور غیر ترقی یافتہ ثابت کرنے والی ہے، اور جس کی اصلاح یا تدراک میں ملک کے ذی شعور، دردمند اور انسان دوست طبقہ کی بہترین توانائیاں اور صلاحیتیں صرف ہوتی ہیں، ایک ہمہ گیر طویل المیعاد پروگرام کی ضرورت ہے جس پر ملک کے دانشوروں، اصلاحی اور تعلیمی کام کرنے والوں اور سیاسی رہنماؤں کو جلد توجہ کرنی چاہئے۔

میں اس سلسلہ میں ان چار نکات کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرنا چاہتا ہوں جو میرے نزدیک فوری طور پر موثر اور مفید ہو سکتے ہیں۔

۱- خالص مذہبی، اخلاقی، انسانی بنیاد پر عوام سے براہ راست رابطہ قائم کرنے کی کوشش اور دوروں، وفود، ملاقاتوں، محلوں، بستیوں، گاؤں اور قصبات کی سطح پر جلسوں اور خطابات کی تنظیم، جن میں انسان کی جان، اس کی عزت وآبرو، مال واملاک کی قدر وقیمت ذہن نشین کرنے کی کوشش کی جائے ان کے احترام وتحفظ کی ذمہ داری کا احساس دلایا جائے۔

www.abulhasanalinadwi.org

مذہبی،، اخلاقی وانسانی بنیاد پر یہ کام اس لئے مفید اور موثر ہے کہ اس ملک کے باشندوں کا مزاج فطرتاً مذہبی، امن پسند، محبت آشنا اور انسان دوست واقع ہوا ہے، وہ اسی زبان کو زیادہ سمجھتے ہیں، اور اسی راستہ سے ان کے دل ودماغ تک پہونچنا آسان ہے، اور اسی کا اثر مستقل اور دیرپا ہوتا ہے، دوسرے اسلئے کہ (افسوس اور شرم کے ساتھ یہ بات کہی جاتی ہے) بار بار تجربوں کے بعد عوام کا سیاسی پارٹیوں اور الکشن کے موقعہ پر منشور اور اعلانات پر سے بھروسہ اور عقیدہ اٹھتا جارہا ہے، اور وہ اس سے متاثر نہیں ہوتے۔

۲- پرائمری کے مرحلہ سے لے کر کالجوں اور یونیورسٹیوں کے تعلیمی مرحلہ تک نصاب تعلیم بالخصوص تاریخ کے مضامین اور اس کے نصاب کی اصلاح جو ملک کے دو بڑے فرقوں (مسلمانوں اور غیر مسلموں) کے دل ودماغ میں منافرت کے بیج بونے کا ذمہ دار ہے، چونکہ تعلیم وتلقین کا یہ سلسلہ بچپن کے ابتدائی دور سے شروع ہو جاتا ہے اور کتاب میں پڑھی ہوئی باتوں کا یقین (بالخصوص جب ان کو واقعات، قصوں اور کہانیوں سے مستحکم کیا جائے، اور استاد بھی اس کے پر جوش مبلغ وداعی ہوں) طالب علموں کے دلوں میں پیوست ہو جاتا ہے، اور وہ ہر لکھی اور چھپی ہوئی بات کو ادب واحترام کی نگاہ سے دیکھتے ہیں تو ان کا ذہن ودماغ اسی میں ڈھل جاتا ہے، اور انکی پوری زندگی اسی کے سایہ میں گزرتی ہے، یہی زہر ہے جو آج ہمارے پورے معاشرہ میں پھیلا ہوا ہے

www.abulhasanalinadwi.org

اور کسی وقت ہانڈی کا ابال اور جذباتی اشتعال بن کر فرقہ وارانہ فسادات اور عملی تصادم کی شکل اختیار کر لیتا ہے، جب تک اس نصاب تعلیم کی (جس کی داغ بیل انگریزوں نے اپنے سامراجی مقاصد اور "پھوٹ ڈالو اور حکومت کرو" (Divede and rule) کے اصول کے ماتحت ڈالی تھی) اصلاح نہیں ہوگی، اس امن وآشتی، باہمی اعتماد اور دونوں فرقوں کے درمیان خوش گوار تعلقات کی امید نہیں کی جاسکتی۔

۳- ہندوستانی پریس میں اپنی ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کی موثر اور طاقتور اور منظم اور مخلصانہ کوشش، یہ اخبارات اپنے ہیجان انگیز مضامین، سنسنی خیز خبروں اور تصویر کا بالعموم ایک رخ پیش کرنے اور ایک فرقہ کے ظلم اور ایک فرقہ کے مظلومیت ہی کو نمایاں کرنے کے ذریعہ لاکھوں انسانوں کے دل میں نفرت وعداوت کی آگ بھڑکا دیتے ہیں اور کسی فرقہ، جماعت یا آبادی کے ایک عنصر کی طرف سے شکوک وبدگمانیوں کا ایک بادل بنا دیتے ہیں۔

میں نے کچھ عرصہ ہوا لکھنؤ میں مدیران جرائد کی ایک معقول تعداد کے سامنے جو ایڈیٹرس کانفرنس میں شرکت کے لئے آئے تھے، فارسی کے ایک مشہور شعر کا ایک مصرعہ پڑھا تھا۔

زیر قدمت ہزار جان است

www.abulhasanalinadwi.org

شاعر محبوب کو مخاطب کر کے کہتا ہے تیرے قدم کے نیچے ہزاروں جانیں ہیں، اسلئے چلنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے، اس مصرعہ میں صرف ایک حرف کی ترمیم کے ساتھ میں نے اس کو اس طرح پڑھا تھا۔

زیر قلمت ہزار جان است

آپ کے قلم کے نیچے ہزاروں انسانی جانیں ہیں، اس لئے لکھنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔

۴- برطانوی حکومت نے اپنی اس کمزوری اور اس حقیقت کا احساس کر کے کہ اس کے نمائندے ہندوستان میں بہت تھوڑی تعداد میں ہیں اور وہ سات سمندر پار سے اس ملک اور اہل ملک کی مرضی کے خلاف اس پر اپنا قبضہ اور اقتدار قائم کئے ہوئے ہے، ہندوستان میں اپنے اور پبلک کے درمیان ایک ''ایجنسی'' کی ضرورت سمجھی تھی، جو اس کا پبلک پر رعب وداب قائم رکھے اور جس سے یہاں کے عوام دہشت زدہ اور مرعوب رہیں، اور جس کے سہارے وہ یہاں اپنے جابرانہ قوانین نافذ اور حالات کو کنٹرول کر سکے، یہ پولس کا ادارہ تھا، اور چونکہ بدیسی حکومت میں اس کی بنیاد اسی نظریہ پر پڑی تھی، اس لئے اس نے اسکی تربیت دہشت انگیزی پر کی تھی، اس کو جان بوجھ کر ہر طرح کی اخلاقی تربیت، ہم وطنوں کے احترام اور لطیف وبلند انسانی احساسات وجذبات سے الگ رکھا تھا،

www.abulhasanalinadwi.org

اس کا نتیجہ اس کیریکٹر کی شکل میں ظاہر ہوا جو اس ادارہ کا نہ صرف امتیازی نشان بلکہ قابل تعریف اور باعث افتخار بن گیا۔

لیکن اب جبکہ ہندوستان آزاد ہے، اور ہمارے منتخب کئے ہوئے بھائیوں کا کام اس ملک پر حکومت کرنا نہیں بلکہ اس کا انتظام سنبھالنا اور پبلک کی خدمت کرنا ہے، پولیس کا معیار اور اس کے بارے میں نقطۂ نظر بدلنا چاہئے، اور اس مفید ادارہ کی تربیت (جو ملک کی آبادی کا ایک اہم جزء اور قابل احترام عنصر ہے) بالکل دوسرے نہج پر ہونی چاہئے، اس میں اخلاقی تربیت، ہندستانی شہریت، اور انسانی احساسات، دوسروں کی مدد کا جذبہ، کمزوروں پر رحم، چھوٹوں پر شفقت اور پاکباز انسانوں کا احترام اور اپنے فرائض کو بہتر سے بہتر طریقہ پر ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، تاکہ وہ اس طرح سے اہل ملک اور اپنے ہم وطنوں کی نظر میں مونس وغم خوار اور معاون ومددگار نظر آئیں، دوسرے ملکوں میں حتیٰ کہ خود برطانیہ میں ان کو اسی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔

انوکھی معذرت

حضرات! ''پیام انسانیت'' کے داعیوں اور کارکنوں نے آپ کو اسی توقع پر یہاں آنے، اور ایک جگہ جمع ہوکر ملک کی موجودہ صورت حال کا جائزہ لینے، اور اس کو تبدیل کرنے کی تدبیروں پر غور کرنے کیلئے زحمت دی، میں یہ آپ

www.abulhasanalinadwi.org

کے سامنے ملک کی موجودہ صورت حال کا جو مہیب نقشہ پیش کیا ہے، اس میں قطعاً مبالغہ اور رنگ آمیزی نہیں ہے، اور اس پر جس تشویش اور خطرہ کا اظہار کیا ہے، اس میں بھی تخیل آرائی یا بدشگونی سے کام نہیں لیا ہے، میں آپ سے اپنی صاف گوئی اور تلخ نوائی کی معافی مانگتے اور اس پر معذرت کرتے ہوئے غالبؔ کا یہ شعر پڑھنے کے بجائے کہ۔

رکھیو غالب مجھے اس تلخ نوائی میں معاف
آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

اس پر متاسف اور نادم ہوں کہ میں اس سے بڑھ کر صاف گوئی اور اس سے زائد تلخ نوائی کی جرأت نہ کر سکا، اور میری زبان و قلم نے میرے درد دل کا ساتھ نہیں دیا اور لکھنؤ کے قدیم شاعر امیر مینائی کا شعر پڑھ کر رخصت ہوتا ہوں کہ۔

امیرؔ جمع ہیں احباب درد دل کہہ لے
پھر التفات دل دوستاں رہے رہے نہ رہے

www.abulhasanalinadwi.org

حلقۂ پیام انسانیت کے

اغراض و مقاصد

۱۔ خالص انسانی رشتے اور ہندوستانی ناطے سے ملک میں عام محبت و بھائی چارہ کی فضا قائم کرنے اور اخلاقی گراوٹ کا ماحول ختم کرنے کے لئے عوامی رابطہ کی مہم، جلسوں اور سیمینار کا انعقاد، مفید اخلاقی لٹریچر کی مختلف زبانوں میں اشاعت۔

۲۔ خدمت خلق کے ذریعہ روٹھے ہوئے، بیزار اور آپس میں دست و گریباں انسانوں کو زندگی کے حقیقی لطف اور صحیح مقصد سے روشناس کرانا۔

۳۔ معاشرہ سے رشوت، اقربا پروری، بدعنوانی، ذخیرہ اندوزی، فرقہ پرستی اور معاشی استحصال کو دور کرنا اور بے حیائی و عریانی کے خلاف بھرپور جدوجہد۔

۴۔ غلط اور ظالمانہ رسم و رواج کے انسداد کی کوشش۔

۵۔ ملک کے مظلوم، پس ماندہ، غریب اور پریشان حال افراد کی بلا امتیاز مذہب و ملت ہر ممکن امداد۔

۶۔ نوجوان نسل خاص طور سے طلباء میں سنجیدگی، علمی لیاقت اور سماج کی خدمت کا جذبہ پیدا کرنا تاکہ ہمارے ملک کو ان خطرات سے بچایا جاسکے جو نئی نسل کی بے راہ روی سے پیدا ہو رہے ہیں۔

۷۔ اپنے حلقۂ اثر، محلہ، بستی، شہر اور پورے ملک میں برادرانہ ماحول پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش و جدوجہد۔

www.abulhasanalinadwi.org

www.abulhasanalinadwi.org